ایک ہی وحدت کے مختلف رنگ ہیں مثلاً معاشیات کو آپ سیاست، حکومت، سائنس یا اخلاقیات سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اخلاق ہو یا مذہب اس کو زندگی کے باقی شعبوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یوں قرآن پاک زندگی کے تمام شعبوں کو ایک زندہ وحدت کے طور پر پیش کرتا ہے جبکہ دور جدید کے نام نہاد ماہرین نے زندگی کو بے شمار بے جوڑ شعبوں میں بانٹ دیا ہے۔ اسلئے انہوں نے انسان کو سوائے انتشار (Chaos اور Confusion) کے اور کچھ نہیں دیا۔ ہر ماہر سمجھتا ہے کہ اسی کا فارمولا سب دکھوں کا امرت دھارا ہے اور پھر جنون کی حد تک اپنی ازم (Ism) کو دوسروں پر نافذ کر دیتا ہے اور یوں جدید دور میں انسان کی ہستی بے شمار ازموں میں بٹ کر پھٹ گئی ہے۔

قرآن حکیم کے نزدیک انسان کی معراج اس کی وحدت میں ہے۔ وہ نفس واحد سے پیدا ہوا اور وحدت ہی میں اس کی بقا اور ارتقاء ہے۔ افسوس کہ دور جدید کے فلاسفروں نے اس کی وحدت کو چاک چاک کر دیا ہے اور یہی آج کل کے انسان کے مسائل کی اصل جڑ ہے۔ لیکن تقسیم انسانیت آج ہی کا مسئلہ نہیں بلکہ دنیا میں جس وقت قرآن حکیم تشریف لایا اس وقت بھی انسان جڑ کی جڑ کی پھٹا اور بٹا ہوا تھا۔ اس لئے کہ باطل کے تمام نظریات خواہ وہ جدید ہوں یا قدیم ان کا نتیجہ انسان کی تقسیم ہے، امیر ہو یا غریب یہ تقسیم سب کے لئے عذاب ہے۔

اس شدید کمی کو پورا کرنے کے لئے رب العالمین نے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ذکر اللعالمین نازل کیا جس کا مقصد انسانیت کی وحدت کو برقرار رکھتے ہوئے فرد کی تکمیل ہے تاکہ انسان جہنم سے بچ جائے اور یہی قرآن حکیم کا خاص موضوع ہے۔ دنیا کو آخرت سے، زندگی کو موت سے، گھر کو قبر سے، دین کو سائنس سے، اخلاق کو معاش سے، غریب کو امیر سے اور انسان کو اس کے رب سے جدا نہیں کیا جا سکتا، یہ سب ایک ہی وحدت کے حصے ہیں۔ اگر ان سب کی اکٹھے ترقی ہوگی تو تبھی انسان کی صحیح ترقی ہوگی۔ بالکل انسانی جسم کی طرح۔ یہ نہیں کہ ہاتھ بڑھ کر لمبے ہوتے جائیں اور پاؤں چھوٹے رہ جائیں یا سر بڑا ہوتا جائے اور دھڑ چھوٹا رہ جائے۔ اگر ان کی ترقیوں میں ربط اور مناسبت نہیں تو انسان بدنما (Disproportionate) حیوان بن جاتا ہے۔